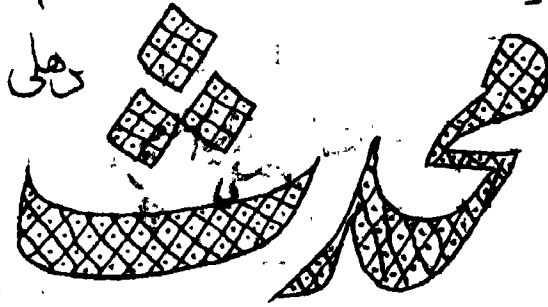


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِرَبِّكَ تَصَلَّىٰ عَلٰی سُوْدَةَ الْكِرْمِیَّةِ



جلد ۵ | ماہ نومبر ۱۹۳۷ء مطابق ماہ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ | نمبر ۷

رمضان مبارک کے فضائل و احکام

(از مولانا عبید اللہ صاحب)

روزے کی فرضیت پر عقلی دلائل اور فلسفیانہ حکمت و مصلحت سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کے وہ فضائل اور منافع، احکام اور مسائل مختصر طور پر آپ کے سامنے ذکر کر دیں جو صحیح احادیث اور مستند آثار و اقوال سے ثابت ہیں۔

(۱) اذ داخل رمضان فتحت ابواب السماء و فی روایۃ فتحت ابواب الجنۃ و غلقت ابواب جہنم و سلسلت المشیطین و فی روایۃ فتحت ابواب الرحمة (صحیحین) جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور دوسری روایت کے مطابق رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

علمائے کھلم کھلم کہ جنت یا آسمان یا رحمت کے دروازوں کا کھولنا اور اسی طرح دوزخ کے دروازوں کا بند کرنا شیاطین کا بچھڑنا اور جہنم میں جکڑ دیا جانا حقیقت ہے مجاز اور کنایہ پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بعض علمائے مجاز پر محمول کرتے ہوئے یہ مطلب بیان کیلئے کہ آسمان کے دروازے دوزخ کا کھولنا نزول رحمت سے کنایہ ہے اور جنت کے دروازوں کے کھولنے سے اچھے اور نیک کاموں کی توفیق دینی مراد ہے اور دوزخ کے دروازوں کا بند کرنا کنایہ ہے روزہ داروں کا نفسانی خواہشوں کے دبانے کے باعث معاصی اور گنہگاروں سے خلاصی پانے سے اسی کو شاہ صاحب نے حجۃ اللہ میں زیادہ تفضیل اور وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا

خزہ رکھنا راتوں میں قیام کرنا اور شیفتگان سنت نبویہ کا انوار آبی میں غوطہ زن ہونا اور ان کی دعاؤں کا اثر و سروسر
نیک پہنچانا ان کے نور کا پرتو دوسرے مسلمانوں پر پڑنا ان کی برکتوں سے تمام مسلمانوں کا مستفیض ہونا اور ہر مسلمان کا حسب
دقیق و استعداد نیک اور اچھے عمل کرنا اور ہلاکت و تباہی میں ڈالنے والی برائیوں سے بچنا گویا ان پر جنت کے دروازوں کا
مولدینا اور دروغ کے دروازوں کا بند کر دینا ہے کیونکہ یہی چیزیں روزخ سے بچا کر جنت میں لیجانے والی ہیں۔ اسی طرح جب
نوت ہمیشہ زیادتی گئی اور اس کا اثر اور عمل ظاہر نہیں ہوا اور تمام مسلمان اچھے کاموں میں مشغول ہو گئے اور وقت ملکیت کے آثار و اع
ظاہر ہوئے تو سمجھنا چاہئے کہ برائیوں پر بلا بیخستہ کر نیولے نیک کاموں سے باز رکھنے والے شیاطین قید کر دیئے گئے۔

۲. من صام رمضان ايماناً واحتساباً مغفر لہ ما تقدم من ذنبہ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور اجر و ثواب
ابتداء سے رکھے اس کے اگے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ہر چھوٹے بڑے شرعی کام اور عبادت کی صحت اور مقبولیت کے
لئے نیت اخلاص شرط ہے اسی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے۔

۳. کل عمل بن آدم یضاعف الا الحسنۃ بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف قال الله تعالیٰ الا الصوم فانہ لى وانا
جزی بہ بیدع شھوتہ و طعامہ من اجلی للمصائم فہر حتم ان فہر حتم عند فطرہ و فہر حتم عند لقاء ربہ و یخولف فہم الصائم
طیب عند اللہ من ریح المسک و الصیام جنتہ الحدیث۔ انسان کے ہر نیک عمل کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہ ثواب
مات سو گنا تک بھی بڑھا دیا جاتا ہے اللہ فرماتا ہے روزے کا حکم ثواب کے بارے میں جداگانہ ہے اس کا اجر و ثواب بے شمار ہے
۱۰۰۰ سے بھی زیادہ ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا وہ محض میری خاطر اپنی خواہش کی چیزوں اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے
وزہ دار کو دو خوشی ہے ایک طبعی افطار کے وقت دوسری خوشی جب اس کو خدا کا دیدار حاصل ہو گا اس کے منہ کی بوا اللہ کے
مدیک مشک سے بھی بڑھ کر ہے اور روزہ برے کاموں اور عذاب آبی سے بچاؤ اور دھال ہے۔

افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو اس بابرکت اور مقدس ہینہ کو ہول و لعب فسق و فجور عصیان و طغیان برائی اور عیالی غفلت
دبے پردائی میں گزار دیتے ہیں اور اس مبارک ہینہ کی رحمتوں اور برکتوں کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کتنے مسلمان ہیں جو
روزہ نہیں رکھتے اور اس سے بچنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے ڈھونڈتے ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو رمضان کا
ہینہ دور کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنے کیلئے مخصوص کر لیتے ہیں اور رمضان میں مسافر بن کر سارا ہینہ اسی سفر میں اخیر روزہ
کے گزار دیتے ہیں اگر کوئی پوچھ بیٹھا ہے تو سفر کا عند پیش کر دیتے ہیں دنیا میں انسانوں کو دھوکا دینے کے لئے بیماری اور سفر کے
ہلنے کام آجائیں گے مگر فالق عالم ظاہر اور باطن دل اور زبان کی حالتوں سے آگاہ ہے اس کے سامنے کیا جواب دیں گے؟ بڑے
شے شہروں میں چہل مختلف قسم کے کارخانے اور ملیں ہیں اور کالجوں یونیورسٹیوں میں ہزاروں نوجوان ایسے ملیں گے جو
روزے نہیں رکھتے اور دفنے رکھنے والوں کے ساتھ سفر اور غفلت کرتے ہیں ایک وہ لوگ بھی تھے کہ سفر میں جہاد کے موقع پر مخصوص
لے افطار کر دینے اور افطار کی رخصت و اجازت ملنے کے بعد بھی روزہ چھوڑنے میں تردد کرتے تھے۔ اسلامی شعائر اور دینی شرف

محبت و شفقتی اور بعد و نفرت کے دونوں دور پر نظر ڈالنے کے لیے کس قدر عبرت خیز ہے اپنی فراغ و واجبات کی محبت و اتباع نے ابن کو بام عروج تک پہنچایا اور آج ان کی تعمیل کو توضیح اوقات اور تکلیف مالا یطاق سمجھ کر ترقی سے مانع سمجھا جاتا ہے لیکن باوجود چھوڑ دینے کے اسی ذلت اور پستی غلامی و عبودیت میں گھرے ہوئے ہیں بلکہ بدترین اور دوسروں کی نظروں میں ذلیل انسان بنے ہوئے ہیں۔ اللہم ارحمہ و تب علینا انک انت التواب الرحیم

مشکوٰۃ دن میں روزے کا حکم۔ شعبان کی تیسویں رات کو غبار یا بادل کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے تو وہ رات شعبان کی ہوگی اور اس سے اگلے دن شعبان کا سمجھا جائے گا اور اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہوگا ذرا فان غمہ علیکم فالملو اعدۃ شعبان ثلثین (صحیحین) پس غبار یا ابر کی وجہ سے چاند نہ دیکھنے کی صورت میں یہ خیال کر کے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل ہوگا غلط اور باطل ہے۔ عمار بن یاسر صحابی فرماتے ہیں جس نے شک کے دن میں روزہ رکھا اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی (ابوداؤد نسائی ترمذی ابن ماجہ) حاصل یہ ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ مشکوک ہو تو اس میں روزہ نہ رکھا جائے اور اس کو رمضان میں نہ شمار کیا جائے۔ چاند کو چھو بڑا دیکھ کر بھی شک نہیں کرنا چاہیے بلکہ جس روز چاند دیکھا گیا ہے اسی دن کا سمجھنا چاہیے اسی طرح رمضان کے استقبال میں چاند نہ دیکھنے سے پہلے ایک یا دو روزے رکھنا ناجائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے ہاں اگر کسی اور دنوں میں نفل روزہ رکھنے کی عادت تھی اتفاقاً نہ رکھ سکا یا کسی شخص کی ہزار خرابی میں نفل روزے رکھنے کی عادت ہے تو ایسی صورت میں اجازت ہے کہ وہ آخری تاریخوں میں روزے رکھے۔

روزہ کی نیت کا حکم۔ ہر عبادت کی صحت کیلئے نیت شرعی شرط ہے پس روزہ کی صحت بھی نیت شرعی کے ساتھ مشروط ہے خواہ روزہ نفل ہو یا فرضی رمضان کا ہو یا نذر کا ادا ہو یا قضا۔ اور نفل روزہ کے علاوہ ہر قسم کے روزے کیلئے صبح صاف طلوع ہونے سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے بخلاف نفل روزے کے کہ اگر آفتاب ڈھلنے سے پہلے ہی نیت کر لی تو روزہ صحیح ہو جائیگا۔ والیذہب للشافعی و احمد اسماعیل و هو الراجح عند شیخنا لکما صرح بہ فی شرح الترمذی من لم یجمع العیاء قبل الفجر فلا صیام لہ۔ (ترمذی وغیرہ) جس نے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے صحیح اور راجح اس حدیث کا مرفوع ہونا ہے کما حقہما الشوکانی فی النیل و ابن حزم فی المحلی یہ حدیث فرض اور نفل ہر قسم کے روزوں کو شامل ہے مگر نفل روزہ اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتینی و یقول عندک غداء فاقول لا فیقول انی صائم و سزاۃ لانی اذ الصائم یعنی حضرت میرے پاس آتے اور پوچھتے کیا صبح کا کھانا ہے؟ میں عرض کرتی نہیں آپ فرماتے میں روزہ رکھوں گا۔ واما ما فری عن مسلم بن الاکوع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر رجلا من اسلم ان اذن فی الناس اذخروا صومہا شورا الا اکل من اکل فلیسک ومن لم یاکل فلیصم اخرجه البخاری وغیرہ فاجیب عندہ بانہ انما صحمت لہ

فی النہار لان الظاہل من صوم عاشوراء انزلت فرضیة فی النہار فصار الرجوع الی اللیل غیر مقدور والنزاع فیما کان
 بمقدورہ فیخص الجواز بمثل ہذا الصورة اعنی من ظہر لہ وجوب الصیام علیہ من النہار قامل۔ ہر روزہ کے لئے
 نیت ضروری ہے صرف پہلی رات کی نیت تمام روزوں کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ اور نیت زبان سے لفظوں میں کہنے کی ضرورت نہیں
 ہے دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

سحری کھانے کی فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح و افان فی السحور بركة (سبحین) سحری کھایا کرو۔
 سحری کھانے میں بركت ہے دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا فضل ما بین صیامنا و صیام اہل الکتاب اکلت السحری (مسلم) ہمارے
 روزہ اور اہل کتاب (عیسائی، یہودی) کے روزہ کے درمیان فرق کرنا تو الی چیز سحری کھانا ہے یعنی وہ بغیر سحری کھلے ہوئے روزہ رکھتے
 ہیں۔ سحری کھانے کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانا باعث خیر و بركت ہے اس میں
 یا شکر ہے کہ سحری کھانے والے کو یہ نسبت سحری نہ کھانے والے کے بھوک اور پیاس کی تکلیف کم محسوس ہوتی ہے وہ زیادہ کمزور اور پشیمان
 میں ہوندا۔ ذکر الہی تلاوت قرآن اور نماز وغیرہ میں جست رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے روزہ اور یہودیوں عیسائیوں کے روزہ
 کے درمیان ماہ الاقیار چیز سحری ہے۔ اس لئے سحری چھوڑنی نہیں چاہئے۔ کچھ نہیں تو ایک کھجور اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک گھونٹ
 نی ہی سحری کے وقت پی لینا چاہئے۔

سحری دیر کر کے کھانے کی مسنونیت اور فضیلت۔ آجکل عام طور پر لوگ اس ڈر سے کہ آخر شب میں بیدار
 ہو سکیں گے اور اس صورت میں سارے گھر والے بغیر سحری روزہ رکھیں گے ایک یا دو بجے شب میں ہی سحری کھا لیا کرتے ہیں یا نصف رات
 سحری کا وقت بھجکر بھی بعض لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور جب مختلف غذاؤں سے اچھی طرح شکم پر کر لیتے ہیں اور پان وغیرہ سے فارغ
 ہو سوتے ہیں تو کھانے کے نشہ میں خوب گہری اور زبردست نیند آنے کے باعث فجر کی نماز اول وقت غلٹ میں تو ادا کرنا دیر نماز آخر وقت
 بھی نہیں پڑھ سکتے کیونکہ آفتاب طلوع ہونے کے قریب بیدار ہوتے ہیں بلکہ اگر چھوڑ کر نہ جگا جاوے تو ۸-۷ بجے تک سوتے رہیں گے
 یہ ہے کہ وہ ایسا کرنے کی صورت میں دوسرے نقصان اور خسارے میں مبتلا ہو جاتے ہیں فجر کی نماز یا تو قضا ہو جاتی ہے یا مکروہ وقت
 ادا کر لے ہیں اور سحری کا مسنون طریقہ اور وقت چھوڑ دیتے ہیں۔ سحری کا مسنون وقت اور طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے
 پہ پہلے صبح کاذب میں یا صبح کاذب سے کچھ پہلے کھانا چاہئے حضرت زبیر بن ثابتؓ فرماتے ہیں تسبیح نامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ینسنا الی الصلوة قال کہ کان قدر خلائق قال قدر خمسين ایتہ (ترمذی) یعنی آپ کی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان فاصلہ
 ہیں آیت کے پڑھنے کے برابر ہوتا تھا۔

کس قدر افسوس ہے کہ جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں یعنی سحری دیر کر کے کھاتے ہیں ان سے مذاق کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ
 ہری دن میں کھاتے ہیں نانہ وانا الیہ راجعون۔ ہاں سحری آخر شب میں کھانے والوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ چلے اور پان قبلا کو پی
 یوں رہ کر اس طرح بے خبر نہ ہو جائیں کہ صبح صادق طلوع ہوگئی ہو اور وہ اب تک اسی شکل میں منہبک ہوں۔

روزہ وقت ہونے ہی فوراً افطار کر دینا چاہئے۔ جب سورج غروب ہو جائے اور مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے

روزہ افطار کر دینا چاہئے اور بلا وجہ شک میں بڑکریں نہیں کرنی چاہئے روزہ افطار کرنے کا یہی وقت ہے۔ اذا قبل الليل من ههذ
 وادبر النهار من ههنا وغابت الشمس فقد افطر الصائم (مصححین) جب رات سامنے آئے (مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے) اور
 دن بٹھ پھیلے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آگیا (اب بلا تاخیر روزہ افطار کر دینا چاہئے) لا ینزل الناس شیخہ
 ما عجلوا الفطر (مصححین) لوگ جب تک افطار میں جلدی کریں گے بھلائی میں رہیں گے۔ حدیث قدسی میں ہے احب عبادی الی

اجعلہم فطرا۔ سب بندوں سے پیارا محکو وہ بندہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے یعنی آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ
 افطار کر ڈالتا ہے اور دیر نہیں کرتا۔ جلدی کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے یا اس کے غروب ہونے میں شک
 اور تردد ہو نیچے ماوجود روزہ افطار کر دیا جائے غرض یہ ہے کہ افراط و تفریط سے بچنا چاہئے۔

روزہ افطار کرنے کی دعا۔ اللھم کف صمتی وعلیٰ ریشقک افطرت (ابوداؤد) اے خدا تیرے ہی لئے میں نے روزہ
 رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے سے افطار کیا۔ دوسری دعا۔ ذھب الظما وابتلبت العروق واثبت الاجر انشاء اللہ (ابوداؤد)
 پیاس جاتی رہی رگیں تر ہو گئیں اور ثواب لازم و ثابت ہو گیا اگر خدا نے چاہا۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے۔ تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرنا افضل ہے اگر تروتازہ نہ ملیں تو خشک کھجوریں

افطار کیا جائے یہ بھی نہ میسر ہو تو پانی سے افطار کیا جائے۔ عن انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی
 رطبات فان لم تکن رطبات فقیرات فان لم تکن تمیرات حساحسوات من ماء (ترمذی ابوداؤد) آنحضرت نماز سے پہلے تازہ
 کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے اگر تازہ نہ ملیں تو خشک سے افطار کرتے اگر خشک بھی نہ میسر ہو تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔
 سلمان بن عامر صحابی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی افطاری کے متعلق ارشاد فرمایا اذا فطر احدکم فلیفطر علی
 تمر فان لم یکن فلیفطر علی ماء فان لم یحضر فلیفطر (احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ) جب کوئی روزہ افطار کرنا چاہے تو کھجور سے افطار
 کرے کہ وہ باعث نفع و برکت ہے اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ وہ طاہر اور مطہر ہے۔

روزہ افطار کرنے کا ثواب کسی دوسرے روزہ دار کا رخصہ کھلوانا بڑے ثواب کا کام ہے پس دوست و احباب خویش و

اقارب کے روزہ افطار کرنے کے ساتھ فقرا مساکین اور یتیموں کے یہاں و نیز مساجد میں افطاری بھیج کر ثواب انہروی حاصل
 کرنے میں سبقت کرنی چاہئے آنحضرت فرماتے ہیں من فطر صائماً او جھن غازیاً فله اجر مثلہ (بیہقی) جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا
 اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملیگا۔ ایک ایسی حدیث میں ہے من فطر صائماً کان لہ مغفرة لذنوبہ و عتق رقبتہ من النار
 وکان لمثل اجرہ من غیہان ینتقص من اجرہ شیء قلنا یا رسول اللہ لیس کلنا نجد ما نفطر بہ الصائم فقال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطی اللہ هذا الثواب من فطر صائماً علی مذقة لبن او تمرة او شربة من ماء ومن اشبع صائماً
 سقاہ اللہ من حوضی شربة لا یظما حتی یدخل الجنة احد ین (بیہقی) جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کے

گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ روزہ رخ سے آزاد ہو جائے گا اور اس کو روزہ دار کے برابر اجر ملیگا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو صحابہ نے عرض کیا ہم میں کا ہر شخص ایسا نہیں ہے جو روزہ افطار کر اسکے آپ نے فرمایا یہ اجر اللہ پاک ہر اس شخص کو دے گا جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کر اسے اور جس کسی نے کسی روزہ دار کو خوب آسودہ اور سیر کر دیا اللہ پاک اس کو میرے حوض کوثر سے اتنا پلائے گا کہ وہ پیا سا نہیں ہو گا یہاں تک کہ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔

روزہ میں کون سے امور جائز ہیں اور کن امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ تریا خشک مسواک دن کے کسی حصہ میں بھی کرنا۔ سر نہ لگانا اور آنکھ میں دوا ڈالنی۔ سر یا بدن میں تیل ملنا۔ خوشبو لگانا۔ سر پر کپڑا تر کر کے رکھنا۔ فصہ لینا پھینا لگوانا بشرطیکہ کمزوری کا خوف نہ ہو۔ آنکھ کش کرنا۔ ضرورت کے وقت ہنڈیا کا نمک چکھ کر فوراً تھوک دینا اور کلی کر لینا۔ صبح صادق کے بعد جنابت کا غسل کرنا۔ مرد کا بیوی سے صرف بوس دیکر رہنا بشرطیکہ اپنے کو قابو میں رکھ سکتا ہو اور جماع واقع ہو جانے کا خوف نہ ہو۔ دن میں اختلام ہو جانا۔ عورت کو دیکھ کر انزال ہو جانا۔ خود بخود قے آجانا خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔

تالاب وغیرہ میں غسل کرنا بشرطیکہ غوطہ لگانے کی صورت میں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق کے اندر پانی نہ جائے۔ ناک میں پانی ڈالنا بغیر مبالغہ کے۔ ناک کے رینٹھ کا اندری اندر حلق کے راستہ اندر چلا جانا۔ کلی کرنا بشرطیکہ مبالغہ نہ کرے۔ کلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی تری کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا۔ کھسی کا حلق میں چلا جانا۔ استسحاق بلا مبالغہ کی صورت میں بغیر قصد و ارادہ پانی کا ناک سے حلق کے اندر اتر جانا۔ منہ میں جمع شدہ تھوک کو پی جانا اگر ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ مسور سے کے خون کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا۔ کلی کرتے وقت بلا قصد و ارادہ پانی کا حلق میں اتر جانا۔ ذکر میں پچکاری کے ذریعہ دوا وغیرہ داخل کرنا۔ عورت سے بوس دیکر کی صورت میں انزال ہو جانا۔ بھولی کر کھاپی لینا اور بیوی سے صحبت کر لینا۔

(۱) من نسى وهو صائم فاكل او شرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه صحیحین) جو روزہ دار بھول کر کھاپی لے وہ اپنا روزہ پورا کرے اللہ نے اس کو کھلایا یا پلا لیا یعنی بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور نہ اس کی تضاد نبی ہوگی۔

(۲) من افطر فی شھر رمضان ناسیا فلا قضاء علیہ ولا كفارة (ابن خزیمہ حاکم ابن حبان) جس نے رمضان کے مہینہ میں بھول کر افطار کر دیا اس کے ذمہ نہ قضاء ہے نہ کفارہ مگر بھول کر جماع یا کھانے کی صورت میں جب یاد آجائے فوراً چھوڑ دینا چاہئے۔ غبار دھوئیں یا آٹے کا اثر حلق کے اندر چلا جانا۔ موصول میں تیل لگانا۔ کان میں پانی ڈالنا اور سلاخی داخل کرنا۔ دانت میں اٹکے ہوئے گوشت یا کھانے کا جو محسوس نہ ہو اور منتشر ہو کر رہ جائے حلق کے اندر چلا جانا۔

روزہ جن امور سے ٹوٹ جاتا ہے۔ دانستہ قصد کھانا پینا خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ دانستہ جماع کرنا۔ قصد قے کرنا تھوڑی ہو یا زیادہ۔ حقہ شیریں سگریٹ پینا۔ پان کھانا۔ مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی یا دوا چڑھانا یہاں تک کہ حلق کے نیچے اتر جائے۔ کھانا پینا یا جماع کرنا رات بھکر یا یہ خیال کر کے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا۔ منہ کے علاوہ کسی زخم کے راستے نکی کے ذریعہ غذا یا دوا پہنچانی۔ حقنہ کرنا۔

وادی لیکن جس فائدہ کیلئے دی تھی وہ فائدہ حاصل نہیں ہوا تو سمجھنا چاہئے کہ حکیم نے دوا نہیں دی اور نہ بیارتے دوا استعمال کی۔
 اسی طرح روزہ کو ہمارا روحانی علاج سمجھنا چاہئے پس اگر روزہ سے روحانی شفا یعنی تقویٰ تسبیح و تقدیس تکبیر و تہلیل حمد و ثنا وغیرہ نہ
 حاصل ہوتو حقیقت میں وہ روزہ نہیں ہے بلکہ فائدہ ہے اور ایسا روزہ دار فاقہ کش ہے جس کو بھوک پیاس کی تکلیف کے علاوہ کوئی
 فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ خدا کے نزدیک ایسے روزہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ من صائم
 ایس من صیامہ الا الظمأ و کم من قائم لیس من قیامہ الا السہم (داری) کتنے روزے دار ہیں جن کو بجز تشنگی کچھ حاصل نہیں
 اور کتنے سجدہ گزار ہیں جن کے سجدے بجز بیداری کچھ فائدہ نہیں +

روزے کا پہلا ثمرہ اتقا بتایا گیا ہے جس کے معنی اصطلاح شریع میں ہر قسم کی جسمانی نفسانی دنیاوی لذائذ اور خواہشات سے جسم
 و روح کو محفوظ رکھنے کے ہیں اور یہی روزہ کی حقیقت ہے جس کے ساتھ تکبیر، حمد و ثنا بھی ہونا چاہئے ہم خیال کرتے ہیں کہ گناہ
 سے ارتکاب نفسانی خواہش کی پیروی، عصیان و طغیان سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر یاد رکھنا چاہئے دل اور روح کا روزہ ضرور ٹوٹ
 سکتا ہے اور جب روح و قلب کا روزہ نہیں باقی رہا تو محض جسم کا روزہ سودا اور غیر مفید ہے۔ الصائم فی عبادۃ من حین
 صبح الی ان یسیء فاکم ریغیب فاذا اغتاب خرق صومہ (ریلی) روزہ دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں رہتا ہے
 اب تک کسی کی غیبت نہ کرے جب وہ غیبت کرتا ہے تو اپنے روزے کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے برے اور بیہودہ کام لغو باتیں سرکشی نفس روزہ کے منافی نہیں ہیں لیکن یہ خیال جھوٹا اور غلط ہے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لیس للصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو والرفث (حاکم بہقی) روزہ کھانے پینے سے
 بیزگانا نہیں ہے بلکہ حقیقت میں برے اور لغو کام سے بچنے کا نام ہے۔

ہمارے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جھوٹی باتوں برے عملوں کو روزہ کی صحت کیلئے مضر نہیں خیال کرتے حالانکہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا یصلح فی ان یدع طعامہ وشرابہ (بخاری وغیرہ) جو شخص روزے
 کی حالت میں بھی کذب و زورا و اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کوئی ضرورت نہیں کہ اس کیلئے روزہ دار اپنا کھانا پینا چھوڑے۔

پس اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ روزہ دار حقیقت میں نیکی اور بھلائی کا مجسمہ ہوتا ہے نہ تو وہ کسی کی غیبت کرتا ہے نہ لغو بیہودہ عمل
 پہلے نہ کذب و زورا اور جہالت کے کاموں میں اپنے کو ملوث کرتا ہے نہ نفسانی خواہش کی اتباع کرتا ہے بلکہ برائی کا بدلہ نیکی کے
 عمل سے دیتا ہے۔ اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی اہر صائم۔
 بخاری وغیرہ) تم میں سے جب کسی کے روزے کا دن ہوتو نہ بدگوئی کرے نہ شور و غل کیے اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے آمادہ
 کار ہو تو کہہ دے میں روزے سے ہوں۔

۱۰ رمضان میں نیک کاموں کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے من تقرب فیہ بمحضلة من الخیر کان نیکن
 یوم فریضة فیما سواہ ومن ادى فریضة کان کن ادى سبعین فریضة فیما سواہ۔ جس شخص نے رمضان میں ایک

نیک نفعی کام کے ذریعہ اللہ کی نزدیکی چاہی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ماسوا رمضان میں ستر فریضے ادا کئے۔

معلوم ہوا کہ اس مقدس اور بابرکت مہینے میں ہر ایک نیک اور اچھے کام کا ثواب بہت زیادہ ملتا ہے خواہ نفعی ہو یا فرض پس قرآن کی تلاوت تسبیح و تقدیس تکبیر و تہلیل حمد و شکر تراویح اور دوسرے نیک کاموں میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ اس مبارک مہینے میں دل کھول کر صدقات خیرات کرنا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت تیز و تند ہو اسے بھی زیادہ ہو جا کرتی تھی اسی لئے آپ نے اس مہینہ کو شہر المواساة (ایک دوسرے کی غمخواری اور مدد کرنے کا مہینہ) بتایا ہے۔ ہمارا سالانہ فرض دو ہے۔ ایک جمائی اور ایک مالی۔ فریضہ مالی (زکوٰۃ) اگرچہ کسی وقت کے ساتھ محدود اور مخصوص نہیں ہے مگر جب رمضان میں ایک فرض کی ادائیگی سے ستر فریضہ کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے تو ادائیگی زکوٰۃ (فریضہ مالی) کے لئے رمضان سے بڑھ کر دوسرا کونسا وقت ہوگا۔

تراویح یا تہجد یا قیام رمضان۔ تراویح تہجد قیام رمضان تینوں ایک چیز ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے آنحضرت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ نے آخر روزے کی تین راتوں میں ہمارے ساتھ (تراویح کی) نماز (قیام لیل) اس طرح پڑھائی پہلی رات میں اول شب میں ادا کی یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی اور دوسری رات میں نصف شب تک پڑھائی ہم نے بقی نصف شب میں بھی پڑھنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا جس نے امام کے ساتھ قیام کیا اس نے پوری شب کا قیام کیا تیسری رات میں آپ نے آخر شب میں گھر والوں کو جمع کیا اور سب کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی۔ یہاں تک کہ ہم کو ڈر ہوا کہ سحری کا وقت ختم نہ ہو جائے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تراویح کو رات کے تینوں حصوں میں ادا فرمایا ہے اور اس کا وقت غنہ کے بعد سے آخر رات تک اپنے عمل کے ذریعہ تبادیا اب تہجد کیلئے کونسا وقت باقی رہا۔ پس تراویح اور تہجد کے ایک ہونے پر کوئی شبہ نہیں رہا۔ الحرف الشذی میں ہے کلامنا من ان تراویح علیہ السلام کانت ثمانین و لم یثبت فی روایۃ من الحدیث ان علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم تراویح و التہجد علیہما کافی رمضان لہ یعنی اس بات کے تسلیم کے بغیر چارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت نے نماز تراویح اور تہجد علیہما پڑھا۔ تراویح یا تہجد کا جماعت کے ساتھ یا تنہا مسجد میں یا گھر میں آخر رات میں پڑھنا افضل ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں والنحو تاملون عنہما افضل من التی تقومون بہ تراویح آخر رات میں پڑھنا جس میں تم سوجاتے ہو اول رات میں جماعت کے ساتھ تراویح ادا کی جائے ورنہ اکثر لوگ اس سے غافل ہو کر چھوڑ بیٹھیں گے اور کبھی پورے قرآن کی تلاوت تو درگزر اس کا سماع بھی نصیب نہیں ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تراویح باجماعت مسجد میں اول شب میں ہو کر کرتی

قضی اور آپ نے بھی تین راتوں میں سے پہلی رات میں اول شب میں ادا فرمائی تھی۔

تعداد رکعات تراویح - تراویح کے بارے میں سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ چالیس۔ چھتیس۔ چونتیس۔ اٹھاس۔ پانچویس۔ اڑتیس۔ بیس۔ آٹھ۔ ان اقوال کو عینی وغیرہ نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ ان مختلف اقوال سے اس دعویٰ کی حقیقت واضح ہو گئی کہ میں رکعت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اجماع ہو گیا تھا ان اقوال مختلفہ میں پچھلا قول یعنی آٹھ رکعت اور تین تو کوشال کر کے کل گیارہ رکعت صحیح ہے اور سنت کے مطابق اور اس کے علاوہ کوئی قول سنت کے موافق نہیں ہے ہاں اگر کوئی آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھا ہے تو پڑھ سکتا ہے چاہے بیس پڑھے یا چوبیس یا اٹھاس یا چونتیس یا چالیس یا چھتیس آٹھ کے بعد سب تعداد برابر ہے میں کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جیسا کہ آجکل سمجھا جاتا ہے اور نہ یہ سنت عمری ہے بلکہ حضرت عمر نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں کل گیارہ ہی رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

۱) عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن انہ سأل عائشۃ کیف كانت صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی حدی عشر رکعت (صحیحین) فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں تراویح (تہجد) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔

۲) عن جابر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات وادتر (طبرانی - محمد بن نصر - خزیمہ - ابن جان) یعنی آنحضرت نے ہم کو رمضان کے مہینہ میں آٹھ رکعت تراویح پڑھائی پھر وتر پڑھا۔

۳) عن جابر انہ قال جاء ابی بن کعب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انکان منی الایمۃ شیئاً وما ذاک یا ابی قال نسوة فی داری قلن انا لا نقرأ القرآن فضلی بصلواتک قال فصلیت بہن ثمان رکعات وادتر بانسنتہ الرضا ولہ یقل شیئاً (اخرجہ ابو یعلی قال الہیثمی فی مجمع الزوائد والسنن اسنادہ حسن) ابی بن کعب آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھ سے رات ایک کام سرزد ہو گیا فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا میرے گھر چند عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھتیں تمہارے ساتھ نماز پڑھیں گی اور قرآن نہیں گی۔ پس میں نے ان کو آٹھ رکعت تراویح پڑھائی اور و تراویح کیا آپ خاموش رہے اور یہ سنت رضا ہو گئی۔

۴) عن السائب بن یزید انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعت الحدیث (اخرجہ مالک فی الموطا و سعید بن منصور و ابویکرین ابی شیبہ قال النیوی فی انار السنن اسنادہ صحیح) پندرہ عشرتے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

بیس رکعت والی کوئی روایت اور اثر صحیح طور سے ثابت نہیں ہے۔ مکا حقیقہ شیعنا فی شرح الترمذی فلیرجم الیہ فی شہاء۔ علامہ ابن ابہام حنفی اور مولانا عبدالحق دہلوی مولانا عبدالحی حنفی اور دیگر علمائے حنفیہ نے بھی بیس رکعت والی مرفوع روایات کو ضعیف بتایا ہے اور گیارہ رکعت سنت اور اصل قرار دیا ہے۔

لیلة القدر - شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہونا شروع ہوا۔ عزت و حرمت کی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ امن و سلامتی کی رات ہے جس میں عالم کیلئے امن و سلامتی کا پیغام اترا وہ برکت والی رات ہے جس میں بگوشہ ربانی رحمتہائے آسمانی کی ہم پر سب سے پہلے بارش ہوئی انا انزلناه فی لیلة القدر وادراك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من الف شهر تنزل الملائكة والروح فیها باذن ربهم من کل امر مسلم حتی مطلع الفجر ہم نے قرآن کو شب میں اتارا ہے تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیلئے وہ ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے اس میں فرشتے اور روح الامین جبرئیل اپنے رب کے حکم سے امن اور سلامتی لیکر اترتے ہیں جو طلوع فجر تک قائم رہتی ہے +

انا انزلناه فی لیلة مبارکنا انا کنا منذرین فیها یفرق کل امر حکیم امر من عندنا انا کنا امر سلین ورحمة من ربک انہو السميع العلیم من قام لیلة القدر رایانا واحتسابا بغفر له ما تقدم من ذنبہ (صحیحین) جس نے شب قدر میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے تراویح اور قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس رات میں رحمت الہی کا طلبگار ہو اور رحیم و کریم کے سامنے سرنیاز جھکا دے اور خشوع خضوع سے یہ دعا پڑھے
اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ مُّجْتَبٍ الْعَفْوُ فَاَعْفُ عَنِّي مَا لِي اَنْتَ تُوْبُ اَمْعَانَ كَرِهْتَ اَنْ يَّجِيْبَكَ مِنْ مِثْلِ
گناہوں سے درگزر فرما حضرت عائشہ نے آپ سے عرض کیا اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا پڑھوں آپ نے ان کو یہی دعا سکھ
راحت ترمذی ابن ماجہ) شب قدر رمضان کے آخر عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ رمضان کے آخر دس کی راتوں میں خصوصیت اور غایت اہتمام کے ساتھ تسبیح و تہجدیں تکبیر تہلیل استغفار و ذکر الہی تلاوت قرآن نفل نمازوں میں مشغول رہے اور طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار رات کی عبادت سے بڑھ کر ہے +

اعتکاف - عبادت الہی کی نیت سے مسجد میں اپنے کو مقید کرنا اعتکاف ہے اور یہ سنت موکدہ ہے عن عائشہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاه اللہ عز وجل ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ (صحیحین) یعنی آپ ہمیشہ رمضان کے آخر دس میں اعتکاف کیا کرتے تھے تا آنکہ اللہ نے آپ کو وفات دیدی آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف کرتی رہیں۔

اعتکاف کرنے والا چونکہ قرب الہی کی طلب میں اپنے کو خدا کی عبادت کیلئے وقف کر دیتا ہے اور دنیا کے تمام خواہ سے دور ہو جاتا ہے اس لئے ان اشخاص کے مشابہ ہے جن کے بارے میں ارشاد ہے۔

لَا یَعِصِرُونَ اللّٰهَ فَاَمْرُهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ اللّٰهُمَّ کَیْفَ یَعْلَمُ کَیْفَ نَافِرَانِیْ نَہِیْیَیْنِیْ اَنْ یَّجِیْبَکَ مِنْ مِثْلِ
اللیل والنهار لا یفترون۔ رات دن پاکی بیان کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔ الذین ینکون اللہ قیاماً و قعوداً و علی
جنوہم اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر بیٹھے ہوتے یاد کرتے ہیں اور ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں۔ الذین اذا ذکروا

وہاخر و اسجد او سجدواھل دھم و ہمہ لا یستکبرون تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون رھمہم خوفا و طمعا وہ
 یزفونھم ینفقون۔ رجال لا تلھمہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ان کی حالت یہ ہے کہ جب آیات قرآنیہ کے ساتھ
 ان نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور عداوتی کے ساتھ رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ان کے پہلو ان کی خواب
 بائے دور رہتے ہیں امید و بیم کی حالت میں اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں
 اللہ کی یاد سے خرید و فروخت ان کو نافل نہیں کرتی۔

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل العشر الاواخر اجبا لللیل وایقظ اھلہ وشد مائرہ
 معین) عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر الا یجتھد فی غیرہ۔ (مسلم)
 ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ جتنے دن چاہے اعتکاف کر سکتے ہیں مگر رمضان کے پورے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت ہو کہ
 یہ ہے پس جو شخص پورے عشرہ کا اعتکاف کرنا چاہتا ہو سو میں رمضان کو دن کے آخر حصہ میں آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے
 مسجد میں پہنچ جائے اور اکیسویں تاریخ کی رات مسجد میں گزارے اور مسجد کے جس گوشہ میں اس کے لئے اعتکاف کی جگہ متعین
 ہو گئی ہے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اس جائے معینہ کو اعتکاف کیلئے اختیار کر لے۔

اعتکاف مرد و عورت اور نابالغ بھی کر سکتے ہیں مگر عورت کو اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ اعتکاف
 اپنے شوہر یا قصب کی جامع مسجد میں کرنا چاہئے۔ وہو مختار شیخنا العلامة لاجل الشیخ عبدالرحمن المبارکفوری رحمہ
 اللہ تعالیٰ کماصرہ بہ فی شرح الترمذی، عورت بھی مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے (جیسا کہ ازواج مطہرات مسجد نبوی
 میں معتکف ہوئی تھیں) مگر اس کے لئے اس کے شوہر یا ذی محرم کی ضرورت ہے۔ زمانہ کے خراب اور پر فتن ہونے کی
 وجہ سے علمائے خفیہ کے نزدیک عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے ان کے نزدیک اس کو اپنے گھر کی مسجد میں یا گھر
 کی کسی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا چاہئے۔ مگر حدیث میں اجازت ہے۔

کن امور سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا اور جائز نہیں۔ مسجد گرجانے یا زبردستی مسجد سے نکال دینے
 لانے یا جان و مال کے خوف سے مسجد سے باہر نکل جانا بشرطیکہ دوسری مسجد میں فوراً چلا جائے۔ مسجد میں کسی دوسرے کو ضرورت
 ، وقت خرید و فروخت کی ہدایت کرنا۔ نکل کرنا۔ عمدہ لباس پہننا۔ سر میں تیل لگانا۔ خوشبو استعمال کرنا۔ کوئی دوسرا کھانا
 نے والا نہیں ہے اس لئے خود گھر جا کر کھانا لانا۔ پشاب پاخانہ کیلئے قریب سے قریب جگہ جانا۔ غسل جنابت کے لئے مسجد
 سے باہر جانا (بعض روایتوں سے چونکہ جامع مسجد کے علاوہ دوسری ایسی مسجدیں جہاں جماعت کے ساتھ پنجگانہ نماز ہوتی ہو
 اعتکاف کرنا جائز ہے اس لئے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے اس قدر پہلے جا سکتا ہے کہ خطبہ سے پہلے چار رکعت
 رکے اور نماز فرض کے بعد اس قدر ٹھہر سکتا ہے کہ چار یا چھ رکعت سنت پڑھ سکے۔

منوعات اعتکاف۔ بیوی سے بوس و کنار اور صحبت کرنا۔ ولا تباشروھن انتم عاکفون فی المساجد